مرزا مقبول بیگ بدخشانی

اردشیر بابکان

ایرانِ قدیم میں عہدِ ساسانی کا موسس

(۲۲۶ء تا ۲۴۰ء)

ایرانی عہد کی تاریخ کا ایک اور باعظمت باب ساسانی عہد سے شروع ہوتا ہے جو چار سو چھبیس سال (۲۲۶ء تا ۶۵۲ء) تک قائم رہا اور اس کی شہرت کے ڈنکے اطرافِ عالم میں بجتے رہے۔

ساسانی عہد کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ ہخامنشی تاجداروں کے حقیقی وارث ہیں۔ انھوں نے اشکانیوں کی طوائف الملوکی کو ختم کر کے ایک مستحکم مرکزی حکومت قائم کی اور اشکانی تمدن کے رہے سہے یونانی اثرات مٹا کر قدیم ہخامنشی روایات کو دوبارہ زندہ کیا۔ اس لیے کہا جاسکتا ہے کہ وہ ہخامنشیوں کے حقیقی وارث ثابت ہوئے۔ اس لحاظ سے ساسانی عہد کو انفرادیت بھی حاصل ہوئی کہ ایک مذہبی حکومت کا آغاز ہوا جس نے اہلِ ایران کو ایک ہی مذہبی رشتے میں منسلک کر دیا اور فکری یک جہتی کے لیے راستہ ہموار ہو گیا۔ اسی مذہبی رابطے کی صدائے بازگشت ہمیں صفوی عہد (۱۵۰۲ء تا ۱۷۳۶ء) میں بھی سنائی دیتی ہے۔

اردشیر، ساسانی عہد کا موسّس

ساسانی عہد کا موسّس اردشیر ہے جس کا شمار ایران کے عظیم بادشاہوں میں ہوتا ہے۔ قدیم زمانے سے یہ روایت چلی آتی ہے کہ جس سربرآوردہ شخص نے کسی نئے عہد کی بنیاد قائم کی اس کے آغاز کے متعلق طرح طرح کی داستانیں مشہور ہوتی رہیں۔ اسی قسم کی ایک داستان اردشیر کے متعلق بھی

مشہور ہے۔ نہ صرف یہ، بلکہ یہ داستان اب ایران کے حماسۂ ملّی کا جزو بن چکی ہے۔ پہلوی زبان کی ایک مشہور تاریخی کتاب "کرنامک" میں اس نئے عہد کی تاسیس کی جو سرگزشت لکھی گئی ہے اس کا ترجمہ بحوالہ[۱] پروفیسر براؤن ادنیٰ تصرف کے ساتھ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

"سکندر رومی کی وفات کے بعد ایران کی مملکت دو سو چالیس مختلف قبائل کے حکمرانوں میں بٹی ہوئی تھی۔ اصفہان، فارس اور نواحی علاقے کا بادشاہ اردوان تھا جس کے تحت یہ سب حکمران تھے۔ اردوان کا سالارِ لشکر بابک تھا جسے اردوان نے فارس کی حکومت بھی سونپی ہوئی تھی۔ اصطخر اس کا صدر مقام تھا۔ بابک کے کوئی نرینہ اولاد نہ تھی جس سے اس کی نسل برقرار رہ سکتی۔ اس کے ہاں ساسان نامی ایک چرواہا ملازم تھا جو ہخامنشی بادشاہ داریوش بن داریوش کی نسل سے تھا۔ سکندر اعظم کی فتح کے دوران وہ اپنی جان بچاکر گُردگلہ بانوں میں شامل ہوکر وہاں سے نکل گیا۔

بابک نہیں جانتا تھا کہ ساسان ہخامنشی بادشاہ داریوش کی نسل سے ہے۔ وہ اسے محض ایک چرواہا سمجھتا تھا۔ ایک رات اس نے خواب دیکھا کہ اس چرواہے کے سر سے آفتاب طلوع ہو رہا ہے۔ اس کی شعاعوں سے سارا جہاں منوّر ہو رہا ہے۔ دوسری رات ایک اور خواب دیکھا کہ ساسان ایک آراستہ پیراستہ ہاتھی پر سوار ہے۔ ملک بھر کے لوگ اس کے اردگرد جمع ہیں اور سرِ اطاعت خم کر کے عقیدت کا اظہار کر رہے ہیں۔ اس کی مدح و ستائش بھی کرتے ہیں اور اسے دعائیں بھی دیتے ہیں۔ تیسری رات اس نے یہ خواب دیکھا کہ فرد با، گشنسپ اور مہر کی مقدس آگ کے شعلے ساسان کے گھرانے سے بلند ہو رہے ہیں۔ ان کی روشنی سے کائنات کا ذرّہ ذرّہ جگمگا اٹھا ہے۔ اس منظر کو دیکھ کر بابک ششدر رہ گیا۔ ملک کے دانشور اور خواب کی تعبیر کرنے والے بلائے گئے۔ ان سے بابک نے لگاتار تین خوابوں کا ذکر کیا۔ انھوں نے یہ تعبیر پیش کی کہ خواب میں جو شخص نظر آ رہا ہے وہ خود یا اس کا کوئی بیٹا دنیا کے زمین کا حکمران ہو گا کیونکہ "سورج اور سفید ہاتھی" فتح اور طاقت کی علامات،

۱۔ لٹریری ہسٹری آف پرشیا: جلد اوّل، ص ۱۲۹

ہیں۔ "آتشِ فروبا" سے مذہبی پیشوا مراد ہیں جو مذہبی امور میں اعلیٰ تربیت یافتہ ہیں اور اپنے ہم عصروں میں ممتاز ہیں۔ "آتشِ گشسپ" تیغ زن بہادروں اور سپہ سالاروں کو ظاہر کرتی ہے۔ "آتشِ بُرزین مہر" روئے زمین کے کسانوں کی مظہر ہے۔

پاپک نے خوابوں کی تعبیر سُن کر سب کو رخصت کر دیا اور ساسان کو بلوا کر اس سے دریافت کیا "تم کس خاندان سے تعلق رکھتے ہو؟ تمہارا حسب نسب کیا ہے؟ کیا تمہارے آباؤ اجداد میں کوئی حکمران ہوا ہے؟" ساسان نے جان کی سلامتی کی امان پاکر اپنے حسب نسب کا راز اس پر ظاہر کر دیا۔ پاپک سن کر خوش ہوا اور اسے اعلیٰ منصب پر فائز کرنے کی امید دلائی۔

پاپک کے حکم سے شاہی پوشاک حاضر کی گئی جسے اس نے زیب تن کر لیا۔ اس کے لیے مطبخ سے عمدہ غذا کا خاص اہتمام کیا گیا، جس سے وہ چند ہی دنوں میں تنومند ہو گیا۔ پاپک نے مراحمِ خسروانہ سے کام لے کر اپنی بیٹی ساسان سے بیاہ دی، جس سے ایران کے ساسانی عہد کا موسّس اردشیر پیدا ہوا۔ پاپک نے اردشیر کو متبنّیٰ بنا لیا۔ اردشیر نے ہوش سنبھالا تو اس کی دانشمندی اور شجاعت کا شہرہ عام ہوا۔ یہاں تک کہ آخری اشکانی بادشاہ اردوان پنجم نے اسے رَے میں بلا لیا جو اس کا پایۂ تخت تھا۔ یہاں اردشیر کا پُرتپاک خیر مقدم کیا گیا اور اشکانی شہزادوں کے ساتھ اس کی بھی تربیت ہونے لگی۔ ایک دن اردشیر شہزادوں کے ساتھ شکار کو گیا اور ایک شیر مار کر اپنی بہادری کا مظاہرہ کیا۔ شکار کے بعد جب یہ لوگ واپس آئے تو ایک شہزادے نے یہ دعویٰ کیا کہ شیر اس نے مارا ہے۔ لیکن اردشیر شہزادے کا جھوٹ ظاہر کرنے کے لیے بول اٹھا کہ شیر شہزادے نے نہیں مارا بلکہ خود اس نے مارا ہے۔ اس پر اردوان سخت برہم ہوا اور شاہی مراعات جو اسے ملی ہوئی تھیں واپس لے لیں۔

اردشیر کس مپرسی کے عالم میں وقت گزار رہا تھا۔ اتفاق سے شاہی محل کی ایک لونڈی اردشیر کی مدد کو تیار ہو گئی، جو اردوان کی مشیرِ خاص تھی۔ فردوسی اس کے متعلق لکھتے ہیں:

که گلنار بُد نامِ آں ماہرُو   نگارے پُر از گوہر و رنگ و بُو

گلنار اس کی بہی خواہ تھی۔ چنانچہ جب اردشیر نے وہاں سے فرار ہونا چاہا تو وہ بھی اس کا ساتھ دینے پر آمادہ ہوگئی۔ آخر گلنار نے دو تیز رفتار گھوڑے منگوائے اور رات کی تاریکی میں دونوں نے فارس کی راہ لی۔

اردشیر اور گلنار کے فرار کی اطلاع اردوان کو ہوئی تو اس نے چار ہزار فوج ساتھ لے کر ان کا تعاقب کیا۔ دوپہر کو یہ لوگ اس مقام پر پہنچے جہاں سے راستہ الگ ہو کر فارس کو جاتا تھا۔ یہاں پہنچ کر اردوان نے لوگوں سے پوچھا "دو سوار یہاں سے کس وقت گزرے تھے؟" انھوں نے بتایا کہ صبح سویرے جب سورج طلوع ہو رہا تھا، یہ سوار تند و تیز ہواؤں کی طرح اڑے چلے جاتے تھے۔ ان کے پیچھے پیچھے ایک بڑا سا مینڈھا بھی تھا۔ یہ مینڈھا اتنا خوبصورت تھا کہ ایسا آج تک دیکھنے میں نہیں آیا۔ اب تک وہ بہت دور جا چکے ہوں گے۔ آپ انھیں نہیں مل سکیں گے۔"

اردوان وہاں رکا نہیں بلکہ بڑی تیزی سے سواروں کو آگے بڑھایا۔ ایک اور مقام پر پہنچ کر پھر پوچھا "دو سوار یہاں سے کس وقت گزرے تھے؟ انھوں نے جواب دیا آج دوپہر کو یہ سوار باد تاتی کی مانند طوفانی رفتار سے گھوڑے دوڑائے جا رہے تھے۔ ایک مینڈھا ان کے پیچھے پیچھے تھا۔ اردوان یہ سن کر حیران ہوا اور اپنے وزیر سے بولا۔ دو سوار تو وہی ہیں جن کی ہمیں تلاش ہے لیکن ان کے پیچھے پیچھے مینڈھے کے آنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ وزیر نے جواب دیا۔ یہ مینڈھا اصل میں فرِ کیانی (خورہ خدائی) ہے۔ فرِ کیانی اردشیر کے پیچھے ہے ابھی اس تک پہنچی نہیں اس لیے ہمیں اپنی رفتار اور تیز کرنی چاہیے۔ اردشیر کو فرِ کیانی ملنے سے پہلے ممکن ہے ہم انھیں پکڑ لیں۔ فرِ کیانی اسے مل گئی تو ہمارا تعاقب بے کار ہو گا۔ اردوان تیزی سے آگے بڑھا۔ سوار اسے باتیں کرتے پیچھے پیچھے آئے۔ رات بھر تعاقب جاری رہا۔ دوسرے دن سورج طلوع ہوا تو یہ لوگ کئی فرسنگ کا فاصلہ طے کر آئے تھے۔ یہاں انھیں ایک کاروان آتا ہوا ملا۔ اردوان نے اہل کاروان سے پوچھا "آپ کو وہ دو سوار کہاں ملے تھے؟" انھوں نے جواب میں کہا۔ آپ اور ان سواروں کے مابین کوئی بیس فرسنگ کا فاصلہ ہے۔ "مینڈھا کہاں تھا؟" اردوان نے سوال کیا۔ وہ بولے مینڈھا ایک سوار کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔"

اردوان نے وزیر کو پوچھا " مینڈھے کا سوار کے پیچھے بیٹھنا کس بات کی دلیل ہو سکتی ہے ؟ " یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اردشیر نے فرِ کیانی حاصل کر لی ہے ۔ اب ہم کسی صورت میں اس پر قابو نہ پاسکیں گے تعاقب بے سود ہے ۔ خود تھکنے اور گھوڑوں کو تھکانے سے کچھ حاصل نہ ہوگا ۔ اردشیر پر غلبہ پانے کی کوئی اور تدبیر کرنی چاہیے ۔ یہ سن کر اردوان نے واپسی کا حکم دیا ۔ "

اردشیر کی زندگی کے دو ایک اور فوق العادہ واقعات بھی مشہور ہیں ۔ ان کی تاریخی اہمیت اگرچہ کوئی نہیں لیکن 'کرنامک' میں ان کا ذکر بھی آیا ہے ۔ اسے بھی بحوالہ پروفیسر براؤن پیش کیا جاتا ہے:

" کرمان میں ایک بلائے ارضی تھی ، جس کی لوگ پرستش کرتے تھے ۔ بیلوں کا خون اس کی خوراک تھی ۔ اس کا نام " ہفتان بوخت "[1] تھا ۔ اسے کرم[2] بھی کہتے تھے ۔ اردشیر نے کرمان کے ہفتان بوخت کا نام سنا تو اسے ہلاک کرنا چاہا ۔ اس نے بُرجک اور بُرجا تور دو دانشمندوں کو بلایا ۔ باہمی مشورے کے بعد کثیر تعداد میں سونے چاندی کے سکے فراہم کیے ۔ اردشیر نے خراسانی تاجروں کا لباس زیب تن کیا اور چار سو سپاہیوں کو ساتھ لے کر کرمان کی راہ لی ۔ آخر وہ قلعہ گلنار تک پہنچ گئے جو ہفتان بوخت کا مسکن تھا ۔ اردشیر نے اپنے سپاہیوں کو پہاڑ کی اوٹ میں ٹھہرایا اور کہا کہ جس دن قلعے سے دھواں اٹھتا دیکھیں فوراً یلغار کر کے پہنچ جائیں ۔ اردشیر خود قلعہ کے محافظوں کے پاس گیا اور کہا ، میں ہفتان بوخت کے دربار میں حاضری دینے کے لیے آیا ہوں ۔ محافظوں نے اردشیر کی عقیدت مندی کا حال سنا تو اس کو مع اس کے دو ساتھیوں کے قلعے کے اندر آنے کی اجازت دے دی ۔ تین دن تک یہ لوگ قلعے میں مقیم رہے اور ہفتان بوخت کی خدمت میں حاضر ہونے کا اشتیاق ظاہر کرتے رہے ۔ اردشیر نے محافظوں کو چاندی سونے کے سکے پیش کیے ، جس سے وہ بہت خوش ہوئے اور انھیں کرم تک پہنچانے کے لیے آمادہ ہو گئے ۔ اردشیر نے یہ خواہش بھی ظاہر کی کہ اسے کرم کو اپنے

---

۱ ۔ فردوسی نے شاید شعری ضرورت کی وجہ سے اسے " ہفتواد " لکھا ہے ۔

۲ ۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اسی کرم کی نسبت سے یہ شہر کرمان کے نام سے موسوم ہوا ۔

ہاتھوں سے خوراک دینے کی اجازت دے دی جائے۔ پاسبانوں نے بخوشی یہ بھی مان لیا۔ آخر ایک دن موقع پا کر اردشیر نے تانبا پگھلایا۔ برجک اور برجاتور اپنے ارادے کی تکمیل کے لیے آہورامزدا کی مناجاتیں پڑھتے رہے۔ کرم کی غذا کا وقت آیا تو اس نے حسبِ عادت شور و غوغا کر کے آسمان سر پر اٹھالیا۔ اس سے پہلے اردشیر اس کے پاسبانوں اور خادموں کو شراب پلا کر مدہوش کر چکا تھا۔ اب وہ ہمراہیوں سمیت ہفتان بوخت کی روزمرہ خوراک یعنی بیلوں اور بھیڑوں کا خون، جو اسے خادموں نے دیا تھا لے کر وہاں پہنچا۔ کرم نے خون پینے کے لیے منہ کھولا تو اردشیر نے خون کی بجائے پگھلا ہوا تانبا اس کے حلق میں انڈیل دیا۔ تانبے کا حلق سے اترنا تھا کہ اس کا شکم پارہ پارہ ہو گیا۔ اس پر اتنا شور و غوغا ہوا کہ سب اہلِ قلعہ حواس باختہ ہو کر اِدھر اُدھر دوڑے۔ ایک افراتفری کا عالم تھا۔ اردشیر نے تلوار اور ڈھال سنبھالی اور جو بھی سامنے آیا اسے تہ تیغ کر دیا۔ آخر اس نے گھاس پھوس کو جلایا تو چھپے ہوئے سپاہیوں نے دھواں اٹھتا دیکھ لیا اور دوڑتے ہوئے قلعہ کے دروازے پر پہنچ گئے۔ دروازہ کھول دیا گیا اور سپاہی "اردشیر فتح یاب ہوا" کے نعرے لگاتے ہوئے قلعے میں گھس آئے۔ اہلِ قلعہ کو انھوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا اور قلعہ گلنار پر اردشیر کا قبضہ ہو گیا۔

اردشیر تاریخی حیثیت میں

اب تک جو کچھ اردشیر کے متعلق لکھا گیا اس کا ماخذ پہلوی کتاب "کرنامک" ہے، اور اس کی حیثیت محض افسانوی ہے۔ فردوسی نے بھی شاہنامہ میں اسے جوں کا توں نظم کر دیا ہے۔ لیکن مشہور مورخ ابن جریر طبری نے اس کی تاریخی حیثیت پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

اردشیر کا شجرۂ نسب طبری[1] یوں لکھتے ہیں: "اردشیر بن بابک بن ساسان بن ساسان بن بہمن بن اسفندیار بن گشتاسپ بن لہراسپ"۔ ان کے بیان کے مطابق ساسان شاہی گھرانے کا فرد تھا۔ وہ متعدد دیہات کا سردار اور اصطخر کے "آتش کدۂ ناہید" (اناہیتا) کا موبد بھی تھا۔ اس کی بیوی رام بہشت

1۔ ترجمہ تاریخ طبری: بلعمی، ص 81، 82

(دہشت) فارس کے بازرنگی حکمرانوں کی نسل سے تھی۔ بابک اس کا بیٹا تھا جو ساسان کی وفات کے بعد اس کا جانشین ہوا۔ بابک نے اپنے بیٹے اردشیر کو فوجی تربیت کے لیے داراب گرد بھیجا جو بازرنگی حکمران کے حاکم اعلیٰ بیری کا صدر مقام تھا۔ اردشیر فوجی تربیت پاتا رہا۔ بیری فوت ہوا تو بازرنگی حکمران گوزہر نے قرابت داری کے خیال سے اردشیر ہی کو داراب گرد کا حاکم بنا دیا۔

اردشیر بہت جاہ پسند شخص تھا۔ محض داراب گرد کی حکومت پر وہ مطمئن نہ رہ سکتا تھا۔ اس نے آس پاس کے حکمرانوں کو شکست دے کر اپنے علاقے کو کافی پھیلا لیا۔ اردشیر کا باپ ابھی زندہ تھا جس نے بازرنگی حکمران گوزہر کے خلاف بغاوت کی جس کی حکومت بنیسائیہ میں تھی۔ بابک کو بغاوت میں کامیابی ہوئی اور قلعہ سپید[1] کو مسخر کر کے اس نے گوزہر کو قتل کر دیا اور خود بنیسائیہ کی حکومت سنبھال لی۔

بابک کا ایک اور بیٹا شاپور تھا جس سے وہ بہت زیادہ محبت کرتا تھا۔ اشکانی بادشاہ اردوان سے اس نے استدعا کی کہ بنیسائیہ کی حکومت پر شاپور کا حق تسلیم کر لیا جائے لیکن اردوان کی طرف سے مقرر کردہ حاکم گوزہر کو اس نے قتل کیا تھا۔ ادھر اردشیر نے اشکانی حکومت کے کچھ علاقوں پر قبضہ کر رکھا تھا اس لیے اسے یہ گوارا نہ تھا کہ بنیسائیہ میں شاپور کی حکومت تسلیم کرلے۔ چنانچہ اردوان نے جواب میں لکھ بھیجا کہ اس کے نزدیک بابک اور اردشیر دونوں باغی ہیں۔ اس مراسلے کے تھوڑی ہی دیر بعد بابک فوت ہو گیا اور شاپور نے بنیسائیہ کی حکومت سنبھال لی۔ اور اپنے بھائی اردشیر کو اطاعت کے لیے بلا بھیجا۔ لیکن اردشیر نے انکار کیا۔ شاپور نے اپنے دوسرے بھائیوں کو اردشیر کے خلاف فوج کشی پر آمادہ کرنا چاہا۔ فوج تو فراہم کر لی گئی لیکن وہ سب بھائی اردشیر کی طرف مائل تھے۔ آخر انھوں نے شاپور کو اسیر کر کے اردشیر کو بلایا اور اصطخر کی حکومت پیش کی جو اس نے قبول کر لی۔

۱۔ عرب مورخین اس قلعہ کی دیواریں سفید ہونے کی وجہ سے اسے بیضا بھی لکھتے ہیں۔ اب اسے نسا کہتے ہیں۔

اردشیر[۱] نے ابرسام کو اپنا وزیر بنایا اور ہامان کو مؤبد موبدان مقرر کیا اور بعض اعلیٰ عہدوں پر اپنے معتمد افسر مامور کرکے ملکی حالات کو بہتر کرنے کی طرف توجہ کی۔ بھائیوں کو اردشیر کی بعض باتیں ناگوار گزریں تو اس کے خلاف سازشیں کرنے لگے۔ فوج کے ایک دستے کے ساتھ انھوں نے ساز باز بھی کی۔ اردشیر کو وقت پر پتا چل گیا تو اس نے بھائیوں پر قابو پا کر مع مخالف فوجی سرداروں کے تہ تیغ کرا دیا۔ داراب گرد میں شورش کے آثار پیدا ہوئے لیکن اردشیر نے اسے سختی سے دبا دیا۔ پھر جس شخص پر بھی اسے مخالفت کا شبہ ہوا اسے قتل کرنے میں دریغ نہ کیا۔ اس سخت گیرانہ پالیسی کی وجہ سے فارس بھر میں کسی کو اس کی مخالفت کرنے کا یارا نہ رہا۔

اشکانی حکومت کی ایک اور شکست

۲۲۳ء میں اردشیر نے براہ راست اشکانی حکومت سے دو دو ہاتھ کرنے چاہے، اور آغاز اس کا کرمان پر حملہ کرکے کیا، جہاں کا حکمران بلاش تھا۔ یہ صوبہ اگرچہ خود مختار تھا لیکن اس پر اقتدارِ اعلیٰ اشکانی حکمران اردوان پنجم ہی کو حاصل تھا۔ بلاش نے چڑھائی کی خبر سنی تو وہ اپنی کثیر فوج لے کر مقابلے کو آیا لیکن اردشیر کے ہاتھوں شکست کھائی اور پورے کرمان پر اس کا قبضہ ہو گیا۔

اردوان کی دھمکی

اردوان پنجم گوزہر کی شکست اور قتل سے سخت برافروختہ تھا اب اردشیر نے کرمان فتح کیا تو اس کے غصے کی انتہا نہ رہی۔ اس نے اردشیر کو ایک مراسلہ[۲] بھیجا جس کا مضمون یہ تھا "تم اصطخر کے رہنے والے ایک دہقان کے بیٹے ہو۔ تمھارا باپ بابک اپنے گاؤں کا معمولی سردار تھا۔ تم اپنی ہستی کو بھول گئے ہو۔ تم نے میرے ماتحت علاقوں یعنی فارس اور کرمان کے حکمرانوں کے خلاف فوج کشی کرکے انھیں قتل کیا اور اپنی حکومت قائم کر لی۔ تمھیں تخت و تاج سے کیا نسبت ہے۔ میں نے اہواز کے حاکم کو فہمائش

۱۔ ترجمہ تاریخ طبری، بلعمی، ص ۴۸

۲۔ ترجمہ تاریخ طبری، بلعمی، ص ۵۵

کردی ہے کہ تمھارے خلاف فوج کشی کرے اور تمھیں اسیر کرکے دربار میں بھیج دے۔" اس کا جواب اردشیر نے ان الفاظ میں دیا "ملک اور ملک کا تخت و تاج آہورامزدا کی بخشش سے مجھے ملا ہے۔ مجھے امید ہے کہ میں تم پر بھی عنقریب فتح پاکر تمھیں کیفر کردار کو پہنچا دوں گا۔"

اردشیر اصطخر آیا اور ابرسام کو اپنا نائب مقرر کرکے کرمان واپس چلا گیا۔ اتنے میں اہواز کے حاکم اردوان کا مراسلہ ملتے ہی اصطخر پر چڑھائی کی لیکن اسے نئی ابھرتی ہوئی طاقت سے شکست کھانے میں زیادہ دیر نہ لگی۔ اردشیر نے جواب میں اصفہان پر فوج کشی کی جو اردوان کے تسلّط میں تھا۔ اردشیر نے اصفہان کے حاکم شاہ شاپور کو شکست دے کر موت کے گھاٹ اتارا اور اصفہان پر قابض ہوگیا۔ پھر اس نے اہواز کا رخ کیا اور وہاں کے حاکم بیدوفر کو وہاں سے نکلنے پر مجبور کردیا اور اہواز کا تمام علاقہ مسخر کرکے وہاں کے سب سے بڑے شہر رام ہرمز کو اپنا دارالسلطنت بنایا جو بعد میں "سُوق الاہواز" کہلایا۔

اردشیر اور اردوان پنجم میدانِ جنگ میں

اردوان پنجم کی مملکت کا کوئی حاکم اردشیر کے مقابلے میں نہ ٹھہر سکا۔ اشکانی سلطنت کے علاقے ایک ایک کرکے الگ ہوتے گئے۔ آخر اردوان نے اردشیر سے ایک فیصلہ کن جنگ کی تیاری کی اور ملک کے تمام وسائل تیاری کے لیے وقف کردیے۔ ملک کے گوشے گوشے سے نوجوان فوج میں بھرتی کیے گئے۔ آخر اس نے اردشیر کے خلاف فارس پر چڑھائی کی۔ یہ پہلا موقع تھا کہ اردوان اپنے حریف کے خلاف براہِ راست میدان میں آیا۔ یہاں خونریز جنگ ہوئی لیکن " ای بسا آرزو کہ خاک شدہ"۔ حملہ آور کو راہِ فرار اختیار کرنی پڑی۔

جنگِ ہرمز اور اشکانی عہد کا خاتمہ

اردشیر اور اردوان کی آخری جنگ ہرمز کے میدان میں ہوئی جو اہواز کے مشرق میں واقع ہے۔ یہاں ۲۲۴ھ میں اشکانیوں کو آخری شکست ہوئی جس میں اردوان لڑتے لڑتے مارا گیا۔ اردوان اشکانی خاندان کا آخری بادشاہ تھا اس کی شکست اور موت پر اشکانی عہد کا خاتمہ ہوا۔ اس فتح کے بعد اردشیر نے ہخامنشیوں

کی پیروی کرتے ہوئے شہنشاہ کا لقب اختیار کر کے اپنے مورثِ اعلیٰ ساسان کے نام پر ساسانی عہد کی بنیاد رکھی۔

اردشیر کی دیگر فتوحات

طبری لکھتے ہیں کہ اس فیصلہ کن فتح کے بعد اردشیر نے ہمدان پر لشکر کشی کی اور سارا پہاڑی علاقہ مع نہاوند اور دینور فتح کر لیا۔ پھر آذربائیجان اور آرمینیا پر قابض ہوا۔ وہاں سے موصل کا رخ کیا۔ موصل فتح ہوتے ہی ساحل کے تمام شہر یکے بعد دیگرے اس کے تسلط میں آ گئے۔ ان فتوحات کے بعد اردشیر نے بحرین کا رخ کیا اور اسے محاصرے میں لے لیا۔ محاصرہ کافی طول پکڑ گیا۔ اس عرصے میں بحرین میں قحط کے آثار نمودار ہوئے۔ محصورین نے اپنی بقا اسی میں دیکھی کہ سطرق کا قصہ پاک کر دیں اور قلعہ کے دروازے اردشیر کے لیے کھول دیں۔ سطرق کو اہل بحرین کی سازش کا پتا چلا تو قلعے کی دیوار پر سے نیچے گر کر خودکشی کر لی۔ اہل قلعہ نے ہتھیار ڈال دیے۔ اس قلعہ کی تسخیر سے اردشیر کو بحرین کے قدیمی خزانے ہاتھ لگے۔ بحرین کی فتح کے بعد اس نے سیستان اور خراسان کے علاقے زیر نگین کیے اور فارس واپس آ گیا۔

مدائن کی فتح اور شاپور کی ولی عہدی

ان فتوحات کو زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ اردشیر کی جنگ جوئی کی آرزو اسے عراق لے گئی۔ یہاں اس نے مدائن کو فتح کیا اور اپنی مملکت کو عراق تک پھیلا کر رومیوں سے دو دو ہاتھ کرنے کے لیے راستہ ہموار کر لیا۔ یہاں فتح کے شادیانے بجے تو ساتھ ہی اس نے اپنے بیٹے شاپور کو اپنا ولی عہد مقرر کرنے کا اعلان کر دیا اور اس قدیمی شہر کو اپنا دارالسلطنت قرار دیا۔

ہندوستان کے بادشاہ کے سفیر ایران میں

طبری کی ایک روایت ہے جس کی تصدیق ہرسفلٹ نے کی ہے کہ شاہ کوشان نے جس کے قبضے میں وادی کابل، پنجاب، توران، مکوران (کوئٹہ)، اور مکران تھے اردشیر کے پاس اپنے سفیر بھیجے اور اس

۱۔ تاریخ عہد ساسانیاں: کرسٹن سین: ڈاکٹر محمد اقبال، ص ۱۱۴

کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ بعض تذکرہ نویس لکھتے ہیں کہ "اردشیر[1] نے ہندوستان پر چڑھائی کی اور پنجاب کو فتح بھی کیا۔ اس کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ پنجاب میں ایسے سکّے دریافت ہوئے ہیں جو یوں تو کوشانی وضع کے ہیں لیکن ان کے ایک طرف اردشیر کے سکّوں کی طرح آتشکدے کی تصویر نظر آتی ہے۔ پنجاب سے اردشیر اور آگے بڑھا اور سرہند تک جا پہنچا۔ لیکن بادشاہ ہند جُونہ نے کثیر تعداد میں زر و مال جواہرات اور ہاتھی بطور خراج پیش کیے اس پر اردشیر ایران واپس آ گیا۔ اردشیر کے زمانے میں پنجاب سے بدستور خراج ایران آتا رہا۔"

ایران و روم کی چپقلش

ایران کی داخلی حکومت مستحکم ہو چکی تو اردشیر نے رومیوں سے انتقام لینا چاہا جو اشکانی دور میں ایران کے لیے وجۂ پریشانی بنے ہوئے تھے۔ پہلا قدم اس نے ۲۲۸ء میں دریائے فرات کو عبور کر کے اٹھایا۔ اس زمانے میں سکندر سی ویر (Alaxandere Severe) قیصرِ روم تھا۔ سکندر سی ویر نے اپنا سفیر اردشیر کے پاس بھیج کر یہ پیغام دیا کہ اس کے لیے مناسب یہی ہو گا کہ اپنی سلطنت پر قناعت کرے اور ایشیا میں انقلاب لانے کا خواب نہ دیکھے۔ رومتہ الکبریٰ سے نبرد آزما ہونا وحشی قبائل سے جنگ کرنے سے بہت مختلف ہو گا۔ ساتھ ہی سکندر سی ویر نے اردشیر کو آگسٹس، ٹراجن اور سیپٹی کی فتوحات یاد دلائیں جو انھوں نے ایران کے بعض علاقوں کو تہ و بالا کر کے کی تھیں۔ اردشیر یہ پیغام سن کر سخت برہم ہوا اور اس کے جواب میں اپنے چار سو قوی ہیکل مسلح سوار مرصع گھوڑوں پر سوار کر کے سفارت کے طور پر بھیجے اور یہ پیغام پہنچایا کہ اہلِ روم نے ایشیا کے جن جن علاقوں کو غصب کر رکھا ہے وہ سلطنت ایران کا حصہ ہیں اس لیے مناسب ہو گا کہ حکومتِ روم ان کو واپس کر دے اور صرف روم (اور ایشیائے کوچک) ہی پر اکتفا کرے۔ سکندر ایرانی سواروں کا یہ پیغام سن کر سخت برافروختہ ہوا اور سفارتی تہذیب کو بالائے طاق رکھ کر ان ایرانیوں کو زندان میں ڈال دیا۔ اور ایران سے جنگ کرنے کے لیے فوجی تیاریاں

۱۔ تاریخ فرشتہ

شروع کر دیں۔

۲۳۱ء میں سکندر سیورس نے روم کے اطراف و جوانب سے بہت بڑی فوج فراہم کی اور اسے تین حصوں میں منقسم کیا۔ ایک لشکر آذربائیجان پر حملہ کرنے کے لیے روانہ کیا۔ دوسرا شوش کی طرف۔ اور تیسرا لشکر خود سکندر سیورس لیے ہوئے ایران کے قلب لشکر پر حملہ کرنے کے لیے آیا۔ مورخین کا بیان ہے کہ رومی لشکر کی تقسیم کچھ اس طرح ہوئی تھی کہ ان میں باہمی رابطہ قائم نہ رہا تھا۔ آذربائیجان پر حملہ کرنے والے لشکر کو کسی حد تک کامیابی تو ضرور حاصل ہوئی لیکن بالآخر جب رومی لشکر نے لوٹنا چاہا تو ایرانی لشکر کے ہاتھوں اسے سخت نقصان اٹھانا پڑا۔ شوش کی طرف خود اردشیر رومیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے آیا اور انھیں الٹے پاؤں لوٹنے پر مجبور کر دیا۔ سکندر سیورس ایشیائے کوچک کو ایرانیوں سے صاف کرانے کے ارادے سے آیا تھا لیکن ۲۳۲ء میں پسپائی اختیار کرنے ہی میں عافیت دیکھی۔ دشمن کی بد دلی سے فائدہ اٹھا کر اگر اردشیر چاہتا تو رومی علاقہ سوریہ (شام) کو فتح کر سکتا تھا۔ لیکن اس نے پہلے آرمینیا کی طرف بڑھنے کا ارادہ کیا جو ہمیشہ ایران کی اطاعت کا دم بھرتا اور جب بھی موقع ملتا ایران کے خلاف مخالفت کا علم بلند کرنے پر آمادہ ہو جاتا۔ یہ ملک بھی رومیوں اور ایرانیوں کے مابین نزاع کا سبب بنا ہوا تھا۔

آرمینیا کا حکمران خسرو تھا۔ اس نے اردشیر کا مقابلہ کیا۔ آرمینیا ایران کے شمال میں ایک کوہستانی علاقہ ہے اس لیے اردشیر کے سوار دستوں کو حملہ کر کے نمایاں کامیابی نہ ہو سکی۔ آخر اردشیر نے خسرو کے ایک معتمد کو بہت بڑا لالچ دے کر اسے خسرو سے منحرف کرا دیا۔ بالآخر اس نے در پردہ خسرو کو قتل بھی کرا دیا۔ خسرو کے قتل کی خبر پھیلی تو اہل آرمینیا نے ہتھیار ڈال دیے اور اردشیر کا آرمینیا پر قبضہ ہو گیا۔ خسرو کا بیٹا جان بچا کر آرمینیا سے نکل بھاگا۔

اہل آرمینیا سے اشکانی حکمرانوں اور سرداروں نے برا سلوک کر کے نفرت کے بیج بوئے تھے۔[۱]

۱۔ ایران باستان تا عہد ساسانیان: حسن پیرنیا، ص ۲۰۳

اشکانی اگرچہ شروع شروع میں مذہب زردشت ہی کے پیرو تھے لیکن رفتہ رفتہ وہ قدیمی آریائی مذہب کے مطابق ستاروں اور سیاروں کی پرستش کرنے لگے تھے۔ انھوں نے آرمینیا کے آتش پرستوں کو قدیمی مذہب کی طرف لوٹانا چاہا اور ان پر سختیاں بھی کیں۔ ان کی سختیوں کا یہ اثر ہوا کہ آرمینیا کے آتش پرستوں کے آتش کدے ٹھنڈے ہو گئے۔ اس وجہ سے آتش پرستوں کے مُوبد اور ہیربد اشکانیوں سے سخت ناراض تھے۔ ان کی دل جوئی کے لیے اردشیر نے اشکانی شہزادوں اور امراء کو نہایت بے رحمی سے موت کے گھاٹ اتروا دیا۔ بعض جو بچ گئے انھوں نے بین النہرین، ہند اور افغانستان کا رخ کیا۔ بعض بعض علاقوں میں جہاں اشکانی خاندان کے افراد اپنے آپ کو محفوظ سمجھتے تھے وہیں مقیم رہے۔

اردشیر کی سیرت و کردار اور اصلاحات

اردشیر نے ملک میں یک جہتی قائم کرنے کے لیے مذہب آتش پرستی کو سرکاری مذہب قرار دیا اور حکم دیا کہ آتش کدے جو سرد پڑ چکے ہیں پھر سے روشن کیے جائیں۔ مُوبد موبدان کا منصب بلند کیا، انھیں جاگیریں عطا کیں۔ آتش کدوں کے لیے زمینیں وقف کیں تاکہ رسوم آتش پرستی کے اخراجات پورے کیے جا سکیں۔ پارسی روایت کے مطابق "تنسر نام ہیربد کو حکم دیا کہ اشکانی اوستا کے پراگندہ اجزا کو جمع کر کے از سرِ نو تالیف کرے۔ چنانچہ تنسر کی کوشش سے جو اوستا تیار ہوئی اسے مستند اور مصدقہ قرار دیا گیا۔ اشاعتِ مذہب کے لیے اس نے ملوک و امراء کے نام فرمان بھی جاری کیے۔"

اردشیر نے ملکی امور کی طرف توجہ دی اور حکومت کی بنیادیں مضبوط کرنے کے لیے مقبوضہ ممالک میں نیم خود مختار حاکم مقرر کرنے کا طریقہ ختم کیا، جن کی وجہ سے ملک میں فتنے سر اٹھاتے تھے۔ اس کی بجائے مرکزی حکومت قائم کی گئی جسے سب حاکموں پر اقتدار اعلیٰ حاصل تھا۔ آتش پرستی کو سرکاری مذہب قرار دینے کی وجہ سے ملکی مرکزیت اور بڑھی۔

۱۔ شاہنامہ ثعالبی؛ محمود ہدایت، ص ۲۲۶

اردشیر نے لوگوں کو مختلف طبقوں میں تقسیم کیا۔ سرکاری ملازموں کی درجہ بندی کی۔ امن عامہ کے ادارے ملک بھر میں قائم کیے۔ داریوش اعظم کی طرح اردشیر نے بھی دس ہزار جانبازوں کا لشکر تیار کیا، جس کا نام "لشکر جاویدان" تھا۔ یہ لشکر براہِ راست بادشاہ کے معتمد سپہ سالار کے ماتحت تھا۔ اردشیر نے ہاتھ کاٹنے کی سزا جو قدیم زمانے سے چلی آتی تھی موقوف کر دی۔

اردشیر کا عقیدہ تھا کہ ملکی طاقت فوج کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی اور کوئی فوج زر و مال کے بغیر منظم نہیں کی جا سکتی، اور زر و مال کھیتی باڑی کی ترقی کے بغیر فراہم نہیں ہو سکتا، اس لیے اس نے فوج اور زراعت پر خاص توجّہ دی اور محصولات میں کمی کر دی۔ اس کی دلی تمنّا تھی کہ ملک خوش حال اور رعایا فارغ البال ہو۔ چنانچہ اس نے عدل و انصاف کو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ مذہب پرستی اور عدل و انصاف کی جو روایات اردشیر نے قائم کیں، وہ اس کے جانشینوں کے لیے مشعلِ راہ کا کام دیتی رہیں۔

اردشیر بہت دلیر، دانش مند، مستقل مزاج اور وسیع ظرف حکمران تھا۔ اس نے قدیم اشکانی حکومت کی تمام مخالف جماعتوں کو اپنا بہی خواہ بنایا اور ان مشرقی ممالک کو بھی اپنی سلطنت میں شامل کیا، جنھوں نے اس سے پہلے کبھی اشکانیوں کا تسلّط قبول نہیں کیا تھا۔ اس نے جو سیاسی اور مذہبی نظام رائج کیا، اتنا پائیدار تھا کہ چار سو سال تک قائم رہا۔

تعمیرات

قدیم بادشاہوں کی عظمت کا پتا ان کے تعمیراتی کاموں سے بھی چلتا ہے، جن میں شہر آباد کرنا، عبادت گاہیں تعمیر کرانا اور رفاہِ عامہ کے ادارے قائم کرنا شامل ہیں۔ ایران کی قدیم یادگاروں اور عرب مورخین کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ اردشیر کی توجّہ ان کاموں پر بھی تھی۔ طبری لکھتے ہیں کہ اس نے آٹھ شہر اپنے نام کی نسبت سے بسائے۔ مثلاً شہر سلوکیہ کو اس نے دوبارہ "دیہہ اردشیر" کے نام سے آباد کیا۔ فارس کے تین شہر اردشیر خورہ، ریو اردشیر اور رام اردشیر بھی اس کی یادگاریں ہیں۔

۱۔ سائیکس: ہسٹری آف پرشیا

اردشیر خورہ[1] یہاں آباد ہوا، وہاں پہلے شہر گور آباد تھا۔ یہ شہر ویران ہوا تو اسے دوبارہ آباد کر کے اس کا نام اردشیر خورہ رکھا جس کا مطلب ہے شوکتِ اردشیر۔ اب یہ شہر فیروز آباد کے نام سے موسوم ہے۔ یہاں ایک محل کے کھنڈرات بھی نظر آتے ہیں جو اردشیر نے تعمیر کرایا تھا۔ شہر ہرمزد اردشیر نے خوزستان میں آباد کیا جو بعد میں "سُوق الاہواز" کہلایا۔ ایسار آباد بھی اس نے بسایا، جس کو آج کل کرخ میسان کہتے ہیں۔ بوزار اردشیر بھی اسی کا آباد کیا ہوا شہر ہے جو اب جدہ کہلاتا ہے۔ اس کے زمانے میں وہشتِ دہشت، آبادِ اردشیر شہر بھی بسایا گیا جو اسلامی دور میں بصرہ کے نام سے دوبارہ آباد آباد ہوا۔ ابن خرداد لکھتے ہیں کہ خوارزم بھی اردشیر کا بسایا ہوا شہر ہے۔

چٹانوں پر ابھرواں تصویریں

اردشیر کا مولد فارس تھا۔ اس سے اسے طبعی انس تھا۔ اسی وجہ سے اس نے اور اس کے جانشینوں نے اپنی یادگاریں قائم کرنے کے لیے اصطخر کے پہاڑی علاقے کو منتخب کیا۔ اس طرح اصطخر کو قدیمی شہر پرسی پولس یعنی تختِ جمشید کی جانشینی حاصل ہو گئی۔ یہاں پر انھوں نے چٹانوں پر ابھرواں تصویریں بنوائیں۔

اردشیر کی دو یادگاریں نقشِ رستم اور نقشِ رجب ابھرواں تصویروں کی صورت میں نظر آتی ہیں۔ نقشِ رجب میں ہخامنشی بادشاہوں کے مقبروں کے قریب ایک عمودی چٹان پر اردشیر کی ابھرواں تصویر ہے۔ یہ تصویر اب بہت شکستہ حالت میں ہے۔ اس تصویر میں آہورامزدا (خدا) اسے عصائے شاہی اور حلقۂ سلطانی دے رہا ہے۔ کچھ اور لوگوں کی بھی تصویریں ہیں جو بادشاہ کو عقیدت پیش کر رہے ہیں۔ نقشِ رستم میں بادشاہ کی تصویر کچھ بہتر حالت میں ہے۔ اس تصویر میں بھی آہورامزدا اسے عصائے شاہی اور حلقہ سلطانی مرحمت کر رہا ہے۔ آہورامزدا اور اردشیر دونوں گھوڑوں پر سوار ہیں گھوڑے سازوسامان سے مزیّن ہیں۔ دونوں گھوڑوں میں فرق اس قدر ہے کہ خود بادشاہ

۱۔ ترجمہ تاریخ طبری: بلعمی، ص ۸۷، ۸۸

۲۔ بحوالہ شاہنامہ ثعالبی: محمود ہدایت، ص ۲۲۶

کے گھوڑے کے سینہ بند پر جو تختیاں نظر آتی ہیں ان پر شیروں کے چہروں کی ابھرواں تصویریں ہیں لیکن آہورامزدا کے گھوڑے کے سینہ بند میں پھولوں کی ابھرواں تصویریں کندہ ہیں۔ بادشاہ کے قریب ہی ایک خواجہ سرا چوری کر رہا ہے۔ ایک مسلح شخص بادشاہ کے گھوڑے کے پاؤں میں گرا ہوا ہے۔ قیاساً یہ تصویر شاہ اردوان پنجم کی ہے جسے شکست دے کر اس نے ساسانی عہد کی تاسیس کی۔

اردشیر کے اقوال و نصائح

ثعالبی نے اردشیر کو نہایت نیک سیرت اور پرہیزگار بادشاہ کی صورت میں پیش کیا ہے اور اس کے پند و نصائح بھی نقل کیے ہیں۔ بعض کا اردو ترجمہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

۱۔ طاقت، لشکر کے بغیر، لشکر، مال و دولت کے بغیر، مال و دولت زراعت کے بغیر، زراعت عدالت اور حسنِ سیاست کے بغیر ترقی نہیں کر سکتی۔

۲۔ بغض اور کینہ کو اپنا شعار نہ بناؤ

۳۔ لوگوں کی رسد نہ روکو تاکہ تمھیں قحط کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ مسافروں کی خاطر مدارات کرو کیونکہ تمھیں بھی سفرِ آخرت درپیش ہے۔ دنیا سے دل نہ لگاؤ، یہ کسی کے ساتھ وفا نہیں کرتی۔ دنیا کو بالکل ترک بھی نہ کرو کیونکہ اس کے ذریعے عاقبت کے لیے اعمالِ نیک کا ذخیرہ جمع کر سکتے ہو۔

۴۔ حکومت جب پست فطرت لوگوں کے سپرد کی جاتی ہے تو ندامت سے دوچار ہونا پڑتا ہے جس بادشاہ سے رعیت ڈرتی ہے، وہ اس بادشاہ سے بہتر ہے جو رعیت سے ڈرتا ہے۔

۵۔ بادشاہ ظالم ہو تو آبادی اور خوش حالی ممکن نہیں۔ عادل بادشاہ بارانِ نعمت سے بہتر ہوتا ہے۔ خونخوار شیر ظالم سلطان سے بہتر ہے۔

۶۔ ہر شخص کو سخی ہونا چاہیے لیکن اگر بادشاہ سخی نہ ہو تو وہ ناقابلِ معافی ہے کیونکہ سخاوت پر سب سے زیادہ قادر وہی ہوتا ہے۔

۱۔ شاہنامۂ ثعالبی: محمود ہدایت، ص ۲۲۵

۷۔ بادشاہوں کے لیے اس سے زیادہ اور کیا وحشت ناک چیز ہوگی کہ سر اس کے نزدیک دُم ہو جائے اور دُم سر کی جگہ لے لے۔

۸۔ بدترین بادشاہ وہ ہوتا ہے جس سے بے گناہ لوگ ڈریں۔

۹۔ سلطنت کی بقا دین سے ہے اور دین کی ترویج و اشاعت بادشاہ کی قوت سے ہے۔

۱۰۔ بادشاہوں کو لازم ہے کہ عفو اور چشم پوشی کو لوگوں کی تادیب کا ذریعہ بنائیں نہ تنبیہہ اور قطع حقوق کو۔

۱۱۔ قاتل کو ہلاک کر دینا قتل کو رو کنے کا موثر ترین ذریعہ ہے۔

۱۲۔ ہم سب لوگ جسم واحد کی مانند ہیں۔ کسی عضو کو کوئی خوشی یا تکلیف ہو تو اس کا اثر تمام اعضا پر پڑتا ہے۔ تم میں سے بعض بمنزلہ سر ہیں جس کی حکومت دوسرے اعضا پر ہے۔ بعض بمنزلہ ہاتھ جو نقصان رساں چیزوں کو روکتا اور مفید چیزوں کو حاصل کرتا ہے۔ بعض بمنزلہ قلب جس سے فکر اور احساس پیدا ہوتا ہے۔ ایک جماعت پست اعضا کی ہے جو بدن کی ضروریات کو پورا کرتے ہیں پس تم کو چاہیے کہ ایک دوسرے کے کام آؤ۔ ہر شخص اپنے ساتھی کو نصیحت کر کے اس کی رہنمائی کرے تاکہ حسد اور کینہ دلوں سے دور رہے۔

۱۳۔ مالیات سے ملک مضبوط ہوتا ہے، عدالت اس کی حفاظت کرتی ہے اور ظلم اسے کمزور کرتا ہے۔

اردشیر کو اپنی رعایا سے بہت ہمدردی تھی۔ اس کو اطلاع ہوتی ہے کہ اہل اصطخر خشک سالی کی تباہ کاری کا حال بیان کرنے آئے ہیں تو یہ سُن کر فرمان جاری ہو جاتا ہے کہ اگر بارش آسمان سے نہیں برسی تو ہماری سخاوت کی برسات ہوگی۔ اور حکم دیا جاتا ہے کہ رعایا کے نقصانات کی تلافی خزانۂ شاہی سے کی جائے۔ اور لوگوں کی تمام ضروریات پوری کی جائیں۔

اس نے مرتے وقت اپنے بیٹے شاپور کو حسب ذیل وصیت کی تھی:

"مذہب اور تخت کو لازم و ملزوم سمجھو۔ دونوں ایک دوسرے کی بقا کا وسیلہ ہیں۔ جس کا

کوئی مذہب نہیں وہ ایک سفّاک انسان ہے۔"

اردشیر کی وفات ۲۴۰ء میں ہوئی۔

اردشیر نے ایک عظیم ساسانی سلطنت کی بنیاد قائم کی جو چار سو تیئس سال تک قائم رہی۔ اس عہد کے مشہور بادشاہ اردشیر کے علاوہ شاپور، بہرام گور، نوشیروان عادل اور خسرو پرویز ہوئے ہیں۔ یزدگرد اس سلسلے کا آخری بادشاہ تھا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا اور ایران میں ساسانی حکومت کی بجائے اسلامی حکومت قائم ہوئی۔

انڈونیشیا

مصنّف: شاہد حسین رزاقی

"..... شاہد حسین رزاقی نے انڈونیشیا کے متعلق ایک جامع، مفصل اور مستند کتاب لکھ کر ایک اہم ضرورت ہی پوری نہیں کی بلکہ ملک کے اربابِ علم کو ایک نیا راستہ بھی دکھلایا ہے۔ انھوں نے غیر معمولی کاوش اور عرق ریزی سے کام لے کر اور انڈونیشیا کے ممتاز رہنماؤں سے براہِ راست معلومات حاصل کر کے ایک ایسی کتاب پیش کی ہے جسے بجا طور پر اردو کی مطبوعات میں ایک اضافہ کہا جا سکتا ہے اور دل میں بے ساختہ یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ کاش ایسی ہی کتاب پاکستان کے متعلق بھی تصنیف کی جاتی۔ تاریخِ عالم اور عصری سیاسیات کے ہر طالب علم کے لیے اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے۔"

روز نامہ مشرق۔ لاہور

قیمت قسم اوّل ۱۰ روپے   قسم دوم ۷ روپے

ملنے کا پتہ

سکریٹری ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور